مدرسۂ حیات نے انھیں سکھایا تھا کہ امت کے اندر رائج الوقت دین داری کے سارے اسلوب ان کے اس سوال کا شافی جواب دینے سے قاصر ہیں کہ احیاے ملت اسلامیہ کیسے ممکن ہے۔ جس صوفیانہ پس منظر نے آپ کے مزاج اور آپ کی فکر و اسلوب کو تشکیل دیا تھا، اس نے آپ کے سامنے دین کا اصل راستہ واضح کر دیا اور آپ نے زندگی کے دیگر پہلوؤں کو چھوڑ کر دین کو چند ورد و اذکار اور قلبی اعمال تک محدود کرنا گوارا نہ کیا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ میرا عقیدہ شرک اور کجی سے پاک ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ نے اپنی دعوت کو مجرد نظریات اور کلامی مسائل تک محدود نہ رکھا تھا کہ جن کا زندگی کے نئے پیش آمدہ مسائل سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

وہ اپنی ذات میں انجمن تھے۔ آپ کی ذات میں بادشاہ وقت نے اپنی نام نہاد حکمرانی کے جواز کو عظیم خطرہ محسوس ہوا۔ پھر خطرے کا یہ شعور ایوان حکومت اور اس کے کارپردازوں سے نکل کر مصر اور مصر کی دیگر سیاسی قوتوں تک سرایت کر گیا جو امام کی بقا میں اپنا زوال دیکھتی تھیں، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس تھی۔ حسن البنا کا پروگرام خالصتاً اصلاحی نوعیت کا تھا۔ آپ نے کبھی کسی کے استیصال کا نعرہ بلند نہیں کیا، بلکہ عملاً قائم شدہ نظام کی اصلاح کی طرف ہی بلایا۔ لیکن آپ کی دعوت کی قوت و تاثیر کو دیکھ کر دوسرے آپ کے استیصال پر تل گئے۔ آپ کی زندگی کے خلاف سازش کی گئی اور بالآخر شہادت آپ کا مقدر ٹھیری۔

دشمن آپ کی ذات کے ساتھ وابستہ فضل کو نہیں پا سکے۔ یقیناً امام حسن البنا جیسے آدمی کے لیے بہترین خاتمہ شہادت ہی ہوسکتا تھا۔ اول تو اس لیے کہ شہادت آپ کی اور آپ کے دیگر ساتھیوں کی قلبی تمنا تھی۔ یہی تو تھے جنھوں نے فلسطین میں کار جہاد کی تجدید کا کارنامہ انجام دیا تھا۔ شہادت سے بڑھ کر اور اس سے قوی تر کوئی اور گواہی ہو نہیں سکتی جسے آدمی اپنے صدق و اخلاص پر دے سکے۔ آج امام البنا کی شہادت کو تقریباً ۶۰ برس ہوگئے ہیں لیکن امام کے افکار و نظریات عامۃ المسلمین، تعلیم یافتہ لوگوں اور ہر درجے کے قائدین کے افکار و نظریات میں ڈھل چکے ہیں۔

❊❊❊